48992 ـ اسلام قبول كرنے والى عورت نے گھر والوں كى لاعلمى ميں شادى كر لى

سوال

ميرا تعلق چائنہ سے ہے اور ميں نے ايك لبنانى مسلمان شخص سے شادى كى ہے، ميرے اسلام قبول كرنے كا پہلا اور بنيادى سبب بھى يہى ہے ..

ہم نے اسلامى طريقہ سے شادى كى ليكن يہ شادى كچھ مشكلات كى بنا پر ہمارے خاندان كے علم كے بغير ہوئى تھى

كيا آپ كے خيال ميں يہ حرام ہے، يعنى كيا يہ قرآن مجيد كے مخالف ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

كتاب و سنت كے دلائل سے ثابت ہے عورت ولى كے بغير نكاح نہيں كر سكتى، كيونكہ عورت كا ولى ہى اس كے بارہ ميں احتياط كرتا اور اس كى مصلحت كو مدنظر ركھتا ہے تا كہ شيطان صفت مرد اسے دھوكہ نہ دے.

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالى كا فرمان ہے:

تم ان كا نكاح ان كے گھر والوں كى رضامندى سے كرو .

ابو موسى اشعرى رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" ولى كے بغير نكاح نہيں ہوتا "

اسے پانچوں نے روايت كيا اور ابن مدينى رحمہ اللہ نے صحيح قرار ديا ہے.

امام ترمذى رحمہ اللہ كہتے ہيں: اس باب ميں نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى حديث:

" ولى كے بغير نكاح نہيں ہوتا "

پر ہى اہل علم صحابہ كرام جن ميں عمر بن خطاب اور على بن ابى طالب اور عبد اللہ بن عباس اور ابو ہريرہ رضى اللہ تعالى عنہم وغيرہ شامل ہيں ان سب كا عمل ہے " اھـ

چنانچہ جب آپ کا کوئی ولی مسلمان ہے مثلا باپ یا بھائی یا پھر چچا یا چچا کا بیٹا تو یہ آپ کے نکاح میں آپ کا ولی ہو گا، اس لیے اس ولی کی اجازت اور رضامندی کے بغیر نکاح صحیح نہیں ہوگا، اور اس نکاح میں اس ولی کا بنفسہ خود موجود ہونا یا پھر اس کی نیابت کرتے ہوئے اس شخص کا موجود ہونا ضروری ہے جسے وہ وکیل بنائے.

اور اگر آپ کے سارے ولی ہی غیر مسلم ہوں، تو پھر کسی کافر کو مسلمان عورت پر ولایت حاصل نہیں ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" کافر کو کسی بھی حالت میں مسلمان پر ولایت حاصل نہیں، اس میں اہل علم کا اجماع ہے "

اور ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جن سے بھی ہم نے علم حاصل کیا ہے وہ عموما اس پر متفق ہیں "

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" ہمیں یہ روایت پہنچی ہے کہ علي رضی اللہ عنہ نے بھائی کا نکاح جائز قرار دیا، اور ایك باپ جو کہ نصرانی تھا اس کا نکاح رد کر دیا "

دیکھیں: المغنی (7 / 356).

بلکہ کسی مسلمان شخص کو اس کی کافر اولاد پر نکاح میں ولایت حاصل نہیں.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا:

ایك شخص مسلمان ہو گیا تو کیا اس کی کتابی اولاد پر اسے ولایت حاصل ہو گی ؟

شیخ الاسلام کا جواب تھا:

" اسے نکاح میں ان پر کوئی ولایت حاصل نہیں، اور اسی طرح اسے میراث میں بھی ولایت نہیں ہے، اس لیے کوئی مسلمان شخص کسی کافرہ عورت کی شادی نہیں کریگا، چاہے وہ اس کی بیٹی ہو یا کوئی اور، اور نہ ہی کافر مسلمان کا اور نہ ہی مسلمان کسی کافر کا وارث بن سکتا ہے.

آئمہ اربعہ اور سلف و خلف میں سے ان کے اصحاب کا یہی مسلك ہے، اللہ سبحانہ و تعالی نے اپنی کتاب عزیز میں مومنوں اور کافروں کے مابین ولایت کو ختم کیا اور طرفین پر ایك دوسرے سے برات کرنا واجب کیا ہے، اور مومنوں

کے مابین ولایت کو ثابت کیا ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (32 / 35).

لیکن مسلمان عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے گھر والوں کو اس کے متعلق بتائے اور ان کی رضا حاصل کرے تا کہ یہ چیز اس کے والدین کے لیے بھی اسلام قبول کرنے اور ان کے دل کی تالیف کا سبب بن سکے.

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ:

جس مسلمان عورت کا کوئی ولی مسلمان نہ ہو وہ کیا کرے ؟

اس کا جواب یہ ہے کہ:

اس مسلمان عورت کا نکاح وہ شخص کریگا جس کے پاس سلطہ اور مقام و مرتبہ ہو، مثلا اسلامك سنٹر کا چئرمین یا امام مسجد یا کوئی عالم دین، اور اگر اسے کوئی ایسا شخص نہ ملے تو پھر وہ کسی عادل مسلمان شخص کو اپنے معاملہ سونپ دے جو خود اس کا کسی شخص سے نکاح کر دے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" جس عورت کا ولی نہ ہو اگر وہ عورت بستی میں رہتی ہو یا کسی محلہ جہاں حاکم کا نائب ہو یعنی نمبردار تو وہ اس عورت کا نکاح کریگا...اور اگر ان میں کوئی ایسا امام ہو جس کی وہ بات مانتے ہوں وہ امام اس عورت کی اجازت سے اس کا نکاح کر سکتا ہے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی الکبری (32 / 35).

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر عورت کا نہ تو کوئی ولی ہو اور نہ ہی حکمران ہو تو امام احمد سے روایت ہے کہ کوئی عادل مسلمان شخص اس عورت کی اجازت سے اس کا نکاح کریگا "

دیکھیں: المغنی (7 / 352).

اور امام جوینی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر عورت کا ولی حاضر نہ ہو اور وقت سلطان سے جاتا رہے تم ہم قطعی طور پر یہ جانتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ

میں نکاح کے باب کو بند کرنا محال ہے، اور جس نے بھی اس سلسلہ میں کوئی شک ظاہر کیا تو وہ شریعت کے بارہ میں بصیرت پر نہیں، اور نکاح کا باب بند کرنے کی طرف جانا بالکل ایسے ہی ہے جیسے حرام کمانے کی طرف جانا ہے.

دیکھیں: الغیاشی (388).

پھر امام جوینی نے یہ بیان کیا ہے کہ یہ نکاح علماء کرینگے.

خلاصہ یہ ہوا کہ:

اگر تو عقد نکاح اس صورت میں ہوا ہے اور آپ کا نکاح آپ کے ہاں اسلامك سینٹر کے چئرمین نے کیا، یا پھر کسی عادل مسلمان شخص نے کیا ہو یہ نکاح صحیح ہے.

لیکن اگر آپ نے اپنا نکاح خود کیا ہے تو اب آپ کو اپنے قریب ترین اسلامك سینٹر اور اسلامی مرکز میں جا کر اپنے نکاح کی تجدید کرانی چاہیے، اور یہ نکاح اسلام سینٹر کا صدر کرے یعنی وہ آپ کی شادی کرائے.

رہا آپ کے خاوند کا مسئلہ تو اس کو لازم نہیں کہ وہ اپنے گھر اور خاندان والوں کو اس نکاح اور شادی کے متعلق بتائے، کیونکہ یہ نکاح میں خاوند کے ولی کی شرط نہیں ہے.

واللہ اعلم .